از حافظ عبدالغفور صاحب
لیکچرار شعبہ اسلامیات
پشاور یونیورسٹی

مفتیٔ سرحد مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی

صوبہ سرحد کے مایہ ناز فرزند، جید عالم دین اور نڈر سیاستدان حضرت مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی مورخہ ۲۴ مارچ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب کو بوقت ۱۲ بجے رات وفات پا گئے۔ دوسرے روز بروز جمعہ ۲۵ مارچ کو نماز جمعہ پڑھی گئی جس میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔

خاندان پوپلزئی | خاندان پوپلزئی، پوپل خان کی طرف منسوب ہے۔ پوپل خان کا شجرہ نسب احمد شاہ ابدالی سے جا ملتا ہے۔ امیر محمد عظیم خان کے وقت میں آپ کے جد امجد کے والد افغانستان سے ہجرت کر کے پشاور آباد ہوئے

(ماخوذ از دی پٹھان ص ۲۴۱ از سر اولف کیرو)

پوپلزئی خاندان سے پشاور میں صرف مولانا عبدالرحیم پوپلزئی اور مفتی عبدالقیوم پوپلزئی کے گھرانے باقی رہ گئے ہیں۔ مولانا عبدالرحیم پوپلزئی کے ایک صاحبزادے عبدالرؤف پوپلزئی ہیں۔

پوپلزئی کا شجرہ نسب کچھ اس طرح ہے جو مجھے مفتی صاحب مرحوم کے صاحبزادہ مولوی شہاب الدین سے ملا ہے۔

قیس عبدالرشید

سرہ بن — غرغشت — بیٹن

شرف الدین المعروف شرخبون — خیر الدین المعروف خرشبون

ترین — شیرانی — میانہ — بھریچ — مر

ابدال — سپین — تور (طور)

سلیمان عرف زیرک

پوپل خان

خاندانی حالات | آپ کا تعلق ایک مذہبی گھرانے سے تھا۔ آپ کے والد محترم مولانا عبدالحکیم صاحب پوپلزئی (متوفی ۱۳۴۸ھ) اپنے وقت کے مشہور عالم دین اور حافظ قرآن تھے۔ اور مفتی سرحد کے لقب سے پکارے جاتے تھے۔ ابتدائی تعلیم کی تکمیل کے بعد مولانا عبدالحکیم صاحب (متوفی ۱۳۴۸ھ) دیوبند تشریف لے گئے۔ وہاں علوم متداولہ مکمل کرنے کے بعد لکھنؤ تشریف لے گئے۔ اپنے علم کی پیاس کو لکھنؤ میں خوب بجھایا۔ اور رامپور کے علماء سے استفادہ

کرنے کے بعد اجمیر شریف کے دارالعلوم معینیہ میں صدر مدرس رہے۔ ہندوستان کے مشہور و معروف پیر اور بزرگ حضرت جہانگیر شاہ صاحب مرحوم کے فرزند ارجمند جناب اقبال شاہ صاحب بھی آپ کے شاگرد تھے۔[۱]

ہندوستان سے واپسی پر پشاور شہر میں مدرسہ جتاں " دارالعلوم تعلیم القرآن " میں صدر مدرس مقرر کئے گئے۔ آپ کے علم کا شہرہ دور دراز تک پھیلا۔ اور قرآن، حدیث اور فقہ کے امام تسلیم کئے گئے۔ آپ پر ہر وقت خشیت الٰہی طاری رہتا۔

آپ نے دو شادیاں کیں۔ پہلی شادی ہندوستان جانے سے پہلے کوہاٹ میں کی جس سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک لڑکا عبدالرشید عطا فرمایا۔ جو جوانی کے عالم میں فوت ہوا۔ دوسری شادی جس وقت آپ دیوبند سے لکھنو پہنچے تو آپ کے اخلاق حمیدہ اور اعلیٰ علم کی قابلیت سے متاثر ہو کر مولانا عبدالحمید صاحب کابلی نے اپنی لڑکی آپ کے حبالہ عقد میں دے دی۔ اس سے آپ کو اللہ تعالیٰ نے چھ بیٹے عطا کئے۔

۱۔ مولانا مفتی عبدالرحیم پوپلزئی ۲۔ میاں عبدالبصیر صاحب ۳۔ میاں عبدالنصیر صاحب ۴۔ میاں عبدالغفور ۵۔ میاں عبدالمجید۔ ۶۔ مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی[۲]

میاں عبدالغفور اور میاں عبدالمجید بچپن میں وفات پاگئے۔ میاں عبدالنصیر اور میاں عبدالبصیر عالم شباب میں غیر شادی شدہ انتقال کر گئے۔ مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی سب سے چھوٹے تھے۔

آپ کی اولاد میں آپ کے بڑے صاحبزادے مولانا مفتی عبدالرحیم پوپلزئی (متوفی ۱۳۶۴ھ) نے سیاسی اور مذہبی خدمات کے پیش نظر بڑا نام پیدا کیا۔ انہوں نے اپنے دور میں انگریز سامراج کی پرزور مخالفت کی۔

آپ نے ۱۳۲۸ھ میں دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا۔ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے ہجرت کی تحریک میں جانفشانی کے ساتھ قوم کی خدمت کی اور اپنے پرخلوص اور بے لوث خدمات کا سکہ ہر ایک کے دل میں بٹھا دیا۔[۳]

علمی و سیاسی مقام | مولانا مفتی عبدالقیوم پوپلزئی بھی اسی سیاسی، مذہبی اور اصلاحی خاندان کے چشم و چراغ تھے۔ آپ ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۹۱۱ء میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار سے حاصل کی۔ اور پھر اعلیٰ تعلیم کے لئے ہندوستان کا رخ کیا۔ دارالعلوم دیوبند جو اس وقت اپنی نوعیت کا ایک مثالی ادارہ تھا جہاں سے لاکھوں تشنگان علم نے اپنی پیاس بجھائی۔

۱۹۳۸ء میں آپ بھی اس مدرسہ کے طالب علم کی حیثیت سے داخل ہوئے۔ اور مولانا حسین احمد مدنی (متوفی ۱۳۷۷ھ) سے شرف تلمذ پایا۔ دارالعلوم دیوبند سے فارغ ہونے کے بعد آپ مدرسہ امینیہ دہلی میں بھی مولانا مفتی

---

[۱] تذکرہ مشائخ سرحد جلد۱ صہ ۲۳۷ از سید امیر شاہ قادری [۲] ایضاً [۳] مشاہیر علماء دیوبند صہ ۲۸۸، ۲۸۹

کفایت اللہ صاحب (متوفی ۱۳۷۲ھ) کے ہاں ایک سال تک طالب علم رہے۔ اور یہیں سے سند حاصل کی[1]
مفتی عبدالرحیم (متوفی ۱۳۶۴ھ) جس دن فوت ہوئے۔ آپ کی نماز جنازہ پڑھانے سے قبل وائرلیس گراؤنڈ (عقب قلعہ بالاحصار) میں آپ کی دستار بندی بروز بدھ ۳۱/مئی ۱۳۶۴ھ کو پشاور کے جید عالم مولانا سید حبیب شاہ[2] بادشاہ (متوفی ۱۳۷۳ھ) نے کی۔

چونکہ آپ کے والد اور آپ کے بڑے بھائی پشاور کی تاریخی جامع مسجد قاسم علی خان کے خطیب بھی تھے۔ اہلیان پشاور کے اصرار سے آپ بھی اس مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔

آپ نے اپنی سیاسی زندگی کا آغاز جمعیۃ علماء ہند سے کیا۔ بعد ازاں آپ سید عطاء اللہ شاہ بخاری (متوفی ۱۳۸۱ھ) کی قیادت میں احرار الاسلام میں شامل ہوگئے۔ چونکہ آپ صوبہ سرحد محکمہ اوقاف کے چیف خطیب بھی تھے لہٰذا سیاسی بنا پر آپ کو اس عہدے سے برطرف کر دیا گیا۔ آپ نے اپنی ساری زندگی انگریز کی مخالفت اور حق کی سربلندی کی حمایت میں گزاری۔ آپ بہت بڑے انقلابی لیڈر، نڈر رہنما، عالم باعمل، حریت پرور اور انسان دوست فرد تھے۔

قیام پاکستان کے بعد جب جمعیت علمائے اسلام کا قیام عمل میں آیا تو آپ بھی اس میں شامل ہوگئے۔ ۱۹۷۰ء کے عام انتخاب میں پشاور کی نشست سے آپ جمعیت کے قومی اسمبلی کے امیدوار بھی تھے۔

آپ مولانا مفتی محمودؒ (متوفی ۱۴۰۰ھ) مولانا عبداللہ درخواستی۔ مولانا عبیداللہ انور مدظلہ اور شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ العالی واطال اللہ عمرہ، بانی و مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کے قریبی ساتھی تھے اور نامور عالم دین مولانا محمد یوسف بنوری (متوفی ۱۳۹۷ھ) کے ہم جماعت تھے۔

آپ کی اعلیٰ خدمات، حسن استعداد و حق گوئی کی بنا پر مولانا مفتی محمود جب سرحد کے وزیر اعلیٰ مقرر ہوئے تو آپ کو دوبارہ سرحد کے محکمہ اوقاف کا چیف خطیب مقرر کیا گیا اور تا حیات اس عہدے پر فائز رہے۔ خطابت کے عہدے سے برطرفی کے بعد بھی عوام الناس آپ سے قضا کے سلسلے میں رجوع کرتے تھے۔ اور بدستور مفتی سرحد کے لقب سے ملقب ہوئے۔ والذین اوتوا العلم درجٰت۔

---

[1] یہ حالات مفتی عبدالقیوم پوپلزئی کے صاحبزادے مولانا شہاب الدین نے بتلائے ہیں۔ [2] آپ اس وقت پشاور کے ڈسٹرکٹ خطیب تھے۔ علم و حکمت سیاست و تدبر کے علاوہ فقہ کے ماہر تھے۔ آپ کے والد مولانا سید اکبر شاہ کوہاٹ کے رہنے والے تھے۔ پشاور کی سادات تنظیم میں بہت دلچسپی رکھتے تھے۔ اور انجمن سادات پشاور کے صدر بھی رہے۔ ۱۹۴۸ء میں آپ کو خطیب سرحد مقرر کیا گیا اور پشاور کی مسجد مہابت خان کی خطابت اور عید گاہ پشاور کی امامت و خطابت بھی آپ کے سپرد کی گئی۔ آپ نے ۱۳۷۳ھ میں وفات پائی۔

اور ہر دور میں آپ رمضان المبارک کا چاند نظر آنے اور عید الفطر کا چاند نظر آنے کی شہادت لے کر رمضان اور عید کا فیصلہ سناتے تھے۔ ان دونوں فیصلوں کو سننے کے لئے لوگ دور دراز سے جامع مسجد قاسم علی خان آیا کرتے تھے جن میں علماء کی موجودگی بکثرت ہوتی تھی۔ اور مسجد میں لوگوں کا اتنا ہجوم ہوتا تھا کہ سردی کے موسم میں بھی لوگ پسینہ میں شرابور ہوجاتے تھے۔

آپ جید علماء کو اپنے کمرے میں بٹھا کر اپنی زیر صدارت حکومت وقت کا لحاظ کئے بغیر شرعی فتویٰ صادر فرمایا کرتے تھے۔ اگرچہ آپ کو اس سلسلہ میں قید و بند اور جیل کی صعوبتیں بھی برداشت کرنی پڑیں۔

اولاد آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ ۱۔ محمد نصیر الدین۔ ۲۔ محمد جلال الدین اور مولانا شہاب الدین۔

بقیہ : صـ۱۰

کی توفیق عطا فرمائے۔

ہم حکومت پر بوجھ بننا نہیں چاہتے۔ بحمد اللہ ہمارے جملہ مصارف رب العزت غیب سے پورا فرماتے ہیں۔ نصاب تعلیم کی اصلاح اور علوم جدیدہ کا اس میں سمونا وغیرہ بھی ہمارے زیر غور ہے۔ انشاء اللہ آہستہ آہستہ یہ سب کچھ تکمیل تک پہنچ جائے گا۔ فی الحال ہم نے مڈل تک مروّجہ نصاب کے ساتھ علوم دینیہ کو بھی رکھا ہے۔ انشاء اللہ بتدریج مڈل سکول کو میٹرک تک ترقی دے کر علوم دینیہ کا نصاب بھی بڑھا دیا جائے گا۔ آپ کی اسلامی یونیورسٹی جس مقصد کے لئے قائم کی گئی ہے اللہ تعالیٰ اس مقصد میں کامیابی سے ہمکنار فرماوے۔ آپ کی جس قدر محبت دین سے ہوگی آپ کے لئے باعث ترقی درجات ہوگی۔ اور یونیورسٹیوں کے طلباء آپ کے دینی معیار کو دیکھیں گے تو نصیحت لیں گے۔ آپ لوگوں کے ہاتھوں میں آئندہ حکومت آئے گی۔ تو اگر آپ حقیقی معنوں میں دینی علوم سے آراستہ ہوں تو دین کا بول بالا ہوگا۔ ■